

امام احمد رضا بریلوی

اپنوں اور غیروں کی نظر میں

محمد سعید خان صاحب قادیان

انجمن رضائے مصطفیٰ، چاہ میراں لاہور



- رسالہ ————— امام احمد رضا بریلوی اپنوں اور بیگانوں کی نظر میں
تالیف ————— محمد علی اعجازی شریف قادری
کتابت ————— مولانا شاہ محمد حلیہ شری النصار فی تہذیب و فن، ۱۳۲۴
پروف ریڈنگ ————— مولانا بشیر احمد مدنی
مطبع ————— { مجھو دریا ضیہ پرنٹرز لاہور }
بار اول ————— صفحہ المظفر ۱۰۶ء ۱۹۸۵ء
ناشر —————

————— ملنے کا پتا —————

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ بریلوی، لوہاری میڈیکل لائبریری
رضائپبلی کیشنز، مین بازار دانا دربار لاہور

ان دلائل چار حصے کا ایک پمفلٹ "عقائد جامعہ بریلویہ تصویبہ" بریلی
نہاد میں ملک، جس میں تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں غلط بیانی اور دروغ گوئی
سے کام لیتے ہوئے علماء اہل سنت پر کچھ اچھلنے کی کوشش کی گئی ہے
یہ اشتعال انگیز کارروائی مین اس وقت کی جا رہی ہے جبکہ داخلی اور خارجی
سازشوں کے ذریعے ملک پاک کے امن و سکون کو درہم برہم کرنے کی مذہم
کوششیں جاری ہیں۔ اس قسم کے لٹریچر سے امن و امان کی صورت حال بحال
کرنے میں قطعاً مدد نہیں مل سکتی اور نہ ہی اسے ملکی سلامتی کے لئے نیک فال
قرار دیا جاسکتا ہے۔

بعض ارباب علم و دانش کے نزدیک اس قسم کے بیڑہ پروپیگنڈے
کو نظر انداز کر دینا چاہئے جبکہ بعض احباب کی رائے یہ ہے کہ حقیقت حال کا
اظہار ضروری ہے تاکہ سادہ لوح مسلمان کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ سائنسدانوں میں
مختصر طور پر ان اقسام کے پھر سے سے نقاب ہٹایا جاتا ہے۔

① ایک حدیث کا ترجمہ نقل کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت سے پہلے
تین قبائل پیدا ہوں گے جن میں سے "المسلمین"، "العصفی"، اور "الختار" ہیں۔
ادھر مولانا احمد رضا افعال صاحب کا ایک نام "الختار" ہے۔ ہم رضا خانیوں سے
گوارش کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بتا دیں کہ ان کے نزدیک اس حدیث میں "الختار" سے مراد
کون ہے؟ (پمفلٹ)

تعب ہے کہ جن لوگوں کے نزدیک غیب کا علم کسی نبی کو دیا گیا اور رسول کو

(دیکھتے تھے یہ ایمان) انہیں یہ حدیث پیش کرتے ہوئے یہ بھی احساس نہ ہوا کہ یہ حدیث تو ہمارے عقیدے ہی کے خلاف ہے، اس میں تو انیسویں غیب کی خبر دی ہے۔ (اب) کیا اس سے پہلے کسی محدث یا دیوبندی عالم نے یہ بیان کیا ہے کہ الخوارزمی مراد امام احمد رضا بریلوی ہیں اور اگر نہیں تو آپ کو دین میں یہ نئی بدعت نکالنے کی کس نے اجازت دی ہے؟

(ج) قیامت سے پہلے رُتباؤں کے ظہور کے بارے میں امام سلمی روایت میں یہ الفاظ ہیں كل من عجز عن ان لا يمشي في الدنيا الا على راسه ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہو گا کہ وہ جی ہے۔ امام ابو داؤد، امام ترمذی اور امام ابن حبان کی روایت میں ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا گمان ہو گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، الخوارزمی سے مراد امام احمد رضا بریلوی لینیہ والے بھی جانتے ہیں کہ امام اہل سنت کا برق بار ظلم جیسے ان لوگوں کے تعاقب میں رہا جو قصہ نبوت میں نقیب لگانا چاہتے تھے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کے تبعین، یا وہ جو قصہ نبوت کا ایسا مضمے بیان کرتے تھے جس کے اعتبار سے کسی نئے نبی کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مولوی محمد تقی عثمانی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:-

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاصیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحریر النکاح، مستطیع، امداد، دیوبند ص ۲۴)

لہذا لکھنے دیجئے کہ امام احمد رضا بریلوی کو وہ حال الخوارزمی کا مصداق قرار دینا حدیث پاک کی کھلی ہوئی تحریف ہے۔

یہی بدیہی نظر ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا ایک عقیدت مند پہلے خواب میں اور پھر بیداری میں لا اِلهَ اِلَّا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے اور وہ

اس طرح پڑھتا ہے اللہ صلی علی سیدنا و خدیجتنا و موالینا۔ اس سلسلے اپنے مکتوب میں لکھا کہ زبان میرے قلوب میں ہے بجائے جواب میں اسے توبہ و استغفار کی تلقین کی جاتی، تھانوی صاحب اسے

اس واقعہ میں کسی حقیقی کجس کلفت تم جمع کرتے ہو وہ لہو نہ

خاتم النبیین مسکت ہے،

(الامداد، ماہ صفر ۱۳۶۶ھ، امداد المطابع خفایہ، ج ۳۵)

الذکر اس کے باوجود انہیں اصرار ہے کہ حدیث شریف میں جس الخوارزمی کے مرتبہ اُس سے مراد احمد رضا خان ہیں، کیا اس لئے کہ ان کے صفحات قلم مراد بیان علی مرتد یا قادیانی، السور والعتاب، سیرۃ النور و غیرہ رسائل و اداس نے منہ الغیبی قسم نبوت کے ایوانوں میں زلزلہ بپا کر رکھا ہے؟

(۱) علامہ محمد بن عبدالحق زرقانی ہاشمی، امام ابوالیلے کی اس روایت نقل کرنے کے بعد مسکرتہ ذاب، اسو غنی وغیرہ کے ظہور کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:

فما كان اول من خرج بعد هذا المختار
من ابي عبيد الشقفي..... فحدثني له الشيطان

فما عدى النبوة ومن عدا ان جبريل ياتيه۔

(شرح المصاب اللذیہ، مطبوعہ ۱۴۰۶ھ، ص ۲۶۵)

"میران کے بعد پہلا شخص بخاری بن ابی عبدالحق تھانوی تھا، شیطان نے اسے ہمزہ بائع دکھائے تو اُس نے نبوت کا دعوے کو دیا اور کہا کہ میرے پاس جبریل امین آتے ہیں۔"

حضرت اسماعیل بن سیدنا ابو جریج بن ابی اللہ التائی عنہما نے حجاج بن یوسف

کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قبیلہ
ثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور ایک خونخوار کذاب تو ہم دیکھ چکے ہیں، جہاں تک خونخوار کا
تعلق ہے تو میری رشتہ میں وہ تم ہی ہو۔" اسلم شریف نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ۲۷ ص ۳۱۲

اہم نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:-

حضرت اسماعیل کا یہ فرمان کہ کذاب تو ہم دیکھ چکے ہیں، اس سے ان کی مراد
الغنائین الی عبد اللہ بن علی ہے، وہ سخت جھوٹا تھا، اس کا بدترین بھوٹ
اس کا یہ دعوے تھا کہ جبریل امین علیہ السلام اس کے پاس آئے ہیں۔
علامہ کا کس پر اتفاق ہے کہ اس کی جگہ کذاب سے مراد الغنائین الی عبد
اور یزید خونخوار سے مراد قباچ بن یوسف ہے؟

(شرح سلم، ۲۷ ص ۳۱۲)

(۲) کہتے ہیں امام احمد رضا صاحب کا رنگ بہت سیاحہ و مفاد اور صاحب
کے مخالفین ان کو اس روایت پر غور و لایا کرتے تھے۔ مافوق پروردگار (پیشکش)
جن لوگوں کے دل عین رسالت سے حسرت کے سبب مایوس ہو چکے تھے انکی
نگاہوں کا اندیشہ غفلت سے انہوں نے امام احمد رضا بریلوی کے رنگ کی سیاسی تحریک پر کیا
ڈاکٹر غلام احمد علی صاحبی بہت محنت القرآن و پنجاب پبلک لائبریری، لاہور و اپنا
مشاہدہ بیان کرتے ہیں:-

"حضرت والا (امام احمد رضا بریلوی) بلند قامت، خوبصورت اور سرخ و پیچید
رنگ کے مالک تھے، ڈرامی اس وقت سفید ہو چکی تھی مگر نہایت خوبصورت تھی۔"

(مقالات پیرمہ رضا، رضا اکیڈمی، لاہور ۲۷ ص ۱۸)
مشہور ادیب اور نعتیہ ادیب و نثر نویس نے آپ کی زیارت کی تھی وہ دیکھنے میں:-
"اُن کا نور علم ان کے چہرے پر بکثرت سے چہرہ پانچ، فروغی خاکساری

وہ ان کے دُستے زیبا سے بہت انگریزوں کے ساتھ مل کر رہتے تھے۔"

(پروفیسر محمد محمود احمد، اعتقاد میری زبان، ص ۱۸۰، ۱۸۱)

اس حدیث کے لئے بدنام زمانہ کتاب البریلویہ کا حوالہ کیا ہے
اور انہوں نے اس کا طویل مآخذہ کیا ہے جو اہل علم کے ہاں کسی وقت
میں ہے۔ البریلویہ کا جواب اندھیرے سے اجالہ رنگ کے نام سے
ہے۔

(۲) رضا صاحب نے وفات سے ۲ گھنٹے، امنٹ پہلے یہ وصیت کی کہ سب
اصناف سے رہو اور حق مکان (حق الامکان) اتباع شریعت نہ چھوڑو (د)
امام محمد بن جوہری کتب سے ظاہر ہے اس پر ضروری سے قائم رہنا
امام فاضل ہے۔ (وصایا شریف ص ۱۸۰) (پیشکش)

اس وصیت پر کیا اعتراض ہے؟ اس کا کوئی تذکرہ نہیں دراصل نامی
ہے۔ ان نام سے اسلامی عقائد کا امام احمد رضا بریلوی نے اپنی کتابوں
میں بیان کیا ہے وہ وحی عقائد میں جو چودہ سو سال سے امت مسلمہ
میں چھپے ہیں ان میں بھی عقائد پر قائم رہنا ضروری ہے، جو اگر
اس میں تصدیق ظہری کا برقرار رہنا ضروری ہے شریعت عملی احکام کو سننے
میں طاقت مل گیا ہے گا۔ (لیکچر اللہ خدا لاومعہ، الدعوۃ ۲۸۶)
مرات (قبل کفر نہ باشد)

(۲) لکھتا ہے۔ (پیشکش)

امام رہا ہے کہ ان لوگوں کی بصیرت کی طرح بصارت بھی زائل ہو چکی ہے
میں نہ ہونے۔ امام احمد رضا بریلوی نے جو عقیدہ نقل کیا ہے وہ ان کے
"دہائی ایسے کو خدا کھتا ہے"

برودیت اور راج عبد القادر
انجام دے آغاز رسالت باشد

ایک شہداء و دو سال بعد القادر
ایک گوہر تاج عبد القادر

اچانک بخشش مدد پریشانی
کئی کرچی ج ۲ ص ۲۱

اس رباعی میں حضرت محبوب جانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے نام نہی عبد القادر کے لطافت کی طرف اشارہ ہے جس کا چوتھا اور سوا
حرف العت ہے اور آخری حرف را ہے اسی حرف کا انجام سے خبر لیکر ہے
(ترجمہ رباعی) اے اللہ تجھ سے ایک شاہ عبد القادر کا چوتھا حرف
(العت) اور دوسرا شاہ سوا حرف (العت) ہے۔

(۲) اس نام مبارک کا آخری حرف (ار) لفظ رسالت کا پہلا حرف ہے یہ
کہو کہ یہ نکات عبد القادر (نام) کے تاج میں (اور اس سے متفاد ہیں)
یوں بھی حقیقت ہے کہ مقام ولایت کی جہاں انتہا ہے وہاں سے قائم نبوت و
رسالت کی ابتدا ہے، پس جسے کہے کہ

جہاں نور بدیعیت رہا افسانہ نرد

نبوت کا کھلا ہوا دروازہ دیکھنا جو نور خدایا نفس کا سلاخ کیجے جس کی ایک

عبارت اس سے پہلے گذر چکی ہے۔

(۶) انبیا علیہم السلام مذاوات میں عورتوں سے صحبت کرتے ہیں۔

انبیا علیہم السلام کی قرینہ مطہروں انوار چہ مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے
ساتھ شب بانی فرماتے ہیں (نور باشد اس سے بڑی گستاخی اور کسا ہوگی) (مفید)
(مغفلات ص ۲۱) (حاجہ ایک کلمہ ہارو بازار لاہور)

اس بجز عبد القادر قابل توجہ ہیں۔

۱۔ علم مناظر کا قاعدہ ہے کہ نقل کرنے والا کسی بات کا ذمہ دار نہیں ہوتا، اس سے

ہاں کہتا ہے کہ اس کا حوالہ از ثبوت کیا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے
نہیں کہی بلکہ حضرت علامہ محمد عبد الباقی زرقانی شاہ صاحب لدھیانہ

اور امام زرقانی نے یہ بات علامہ ابن عثیم علی سے نقل کی ہے علامہ

ابن عثیم زرقانی (مطبوعہ مصر ۱۲۹۲ھ ۱۹۰۷ء ص ۲۷) اس ثبوت کے بعد

مدعی کسی قسم کی ذمہ داری نہیں رہتی۔

۲۔ انبیا علیہم السلام مذاوات میں عورتوں سے صحبت کرتے ہیں خود ساختہ

ہے علامہ احمد رضا بریلوی کی طرف منسوب کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے،

یہ جو نقل کیا ہے انوار چہ مطہرات کی نسبت ہے مطلقاً عورتوں کے بارے

میں ہے نہ انہوں نے ہرگز نقل نہیں کیا کہ "عورتوں سے صحبت کرتے ہیں"

اس کے کہ وہ ان سے شب بانی فرماتے ہیں اور شب بانی کا معنی رات

کھانا، کچھ نہیں ہے۔

۳۔ اس میں متناوی صاحب، عبد الماجد دیوبادی کے نام ایک مختوب

نامہ بریلوی کے حقوق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

صفت دو چیزوں میں عدل واجب ہے۔۔۔۔ ایک شب بانی

اس میں اعتبار ہے کہ صاحب (ایک جگہ لکھتا ہے) جو یاد ہو مبراہمت

اعلیٰ نہایت ہو، دوسری چیز العاقبہ،

(حکیم الامت، عبد الماجد دیوبادی ص ۱۷۴)

اس عبارت نے یہ بات صاف کر دی کہ شب بانی کا معنی ایک جگہ

ارٹھ کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس کے لئے عمل نہایت ضروری نہیں۔

۴۔ شریف میں ہے:

مستشرقین نے انبیاء و ائمتہ کی قطعاً رقیق و یسقیق

کے شریف علی بن ابی طالب کے بارے میں لکھا ہے (ص ۳۵)

وہیں سے میری نقل کون ہے، یہ بات انور انہوں نے لکھا ہے

۲- حیات انبیاء علیہم السلام بعد از وصال کاملاً علیہ دلیلوں کے نزدیک ہی مسلم ہے، البتہ جس پر دلیلوں کی تکلیف نہ کر کے جو بیس پرے پرے علماء کے دستخط ہیں اس میں شک ہے :-

”ہمارے نزدیک اور ہمارے شاخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی ہی ہے بلا محکفہ ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آخرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ — برزخی نہیں ہے جو جہل ہے تمام علم انوں کے یہاں آدھوں کو“

(المند، مکتبہ ترجمہ جیدہ، دلیو بند، ص ۱۱۳)

غور کیجئے حبیب انبیاء کرام علیہم السلام دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں اور دنیاوی زندگی میں انہماک المؤمنین سے ملاقات فرماتے رہے اور جنت میں بھی ملاقات فرمائیں گے اور اگر ان میں سے کسی نے عالم برزخ میں ملاقات کا ذکر کر دیا تو اس میں گستاخی کا کوئی پہلو ہے جب کہ عالم برزخ میں بھی آپ کی زندگی دنیا کی سی ہے۔

۴- مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے سرور خانہ گزشتہ بیان اشرف السراج میں تھانوی صاحب کے بارادار احمد فرید صاحب کی ڈاکوڑوں سے منسلک ہونے سے نفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”شادرت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا، شب کے وقت اسے گھر میں زندہ تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو کھانا لاکر دی اور فرمایا انکم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اس طرح سے روز باہر گئے لیکن ان کے گھر کے لوگوں کو انہیں ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو کھانا کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں اس لئے ظاہر کر دیا اور آپ تشریف نہیں لائے، یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے“

(اشرف السراج، مکتبہ اشرفیہ، دہلی، ج ۱، ص ۱۴)

تھانوی صاحب کے پروردگار کی یہ کرامت اور یہ تصرف کرامتوں سے ملاقات کے عالم برزخ سے عالم دنیا کا فاصلہ کر کے صرف اپنی ہی سے ملاقات کی بلکہ اسے اپنی ہی کھانا کی پیچ پر خواب کا معاملہ نہیں بلکہ جتنی جانتی انھوں کے سامنے کا ہے، یہ تو مرید ہے، مگر انبیاء کرام کی عالم برزخ میں اس ازواج مطہرات سے ملاقات کا یہ نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے :

”نور باللہ! اس سے بڑی گستاخی اور کیا ہوگی“

نور باللہ! تھانوی صاحب کے پروردگار کی اپنی ہی سے ملاقات کا ذکر تو اور بھی بڑی گستاخی ہوگی کہ یہ ان کے لئے ایک جہان سے دوسرے جہان میں ان ملاقات ثابت کی جا رہی ہے، پھر ان فرقہ السراج کے مرید کو یہ الزام کیوں نہیں دیا جاتا کہ اس نے اتنی بڑی گستاخی کیوں کی؟

(۷) حضور شکاری کے روپ میں آئے تھے،

احمد رضا خان نے جارا الحق ۱۵۵۰ ہجری لکھا ہے، ہونے فرمایا، میں تہا رہیں سے ہوں یعنی بشر ہوں، شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے، اس سے کھانا کو اپنی طرف مائل کرنا ہے۔ (مچلٹ)

جناۃ جناب بیان فرما رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاناۃ جناب میں آکر فرمایا، ”الایہ میں ذکر کا مصداق میں آ رہا ہوں رب العالمین میں امام الانبیاء والمرتسلین میں اس عظمت و ولایت کے اور جزو ملنے میں آ رہا ہوں، آنا جنت کی جنت لکھو، ”الایہ میں جنت یعنی کھانا اور مشقین کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود تھا مگر وہ قریب آئیں اور دولت ایمان سے شرف ہوں حضرت رومی فرماتے ہیں :-

فان سبب خود بخود راہ را نکند تا بگرد آید و کم گردند گم
اس حقیقت کو بیان کرنا کہ جس کے لئے ایک مثال بیان کی شکاری جانور کی سی آواز نکالنا ہے اس سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ شکار قریب آجائے،

مثال کے بیان سے قصہ کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔
مطلب ہرگز نہیں ہونا کہ جس چیز کے لئے مثال دی جا رہی ہے مثال اس کے
عین ہے اور ہر ہر اس پر صادق آتی ہے۔ یعنی صاحب کا مقصد صرف اس
حقیقت کو مثال سے واضح کرنا ہے کہ کسی کو قریب کرنے کے لئے اس جیسی
آواز نکالی جاتی ہے۔ انہوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے
شکاری کا لفظ قطعاً استعمال نہیں کیا۔

مثلاً بعض لوگوں کو یہ طلب سمجھ نہ آئے اس لئے ایک مثال کے
ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایک دفعہ کسی نے مولوی محمد علی قاسم
ناٹوڑی صاحب سے وعظ کہنے کی درخواست کی اور اصرار کیا اس کے جواب
میں انہوں نے کہا :-

”وعظ ہم لوگوں کا کام نہیں اور نہ ہمارا وعظ کچھ مؤثر ہو سکتا ہے
وعظ کا کام ہونا مولانا اسحاق صاحب سے سید کا اور انہی کا وعظ مؤثر
بہن ہونا۔ دیکھو اگر کسی کو باغخانہ پیشاب کی حاجت ہو تو اس کے قلب
میں اس وقت تک یہ چھپی رہتی ہے جب تک وہ ان سے فراق
حاصل نہ کر لے اور اگر وہ کسی سے باتوں میں بھی مشغول ہوتا ہے یا
کسی ضروری کام میں لگا ہوتا ہے تو اس وقت بھی اس کے قلب
میں باغخانہ پیشاب ہی کا تقاضا ہوتا ہے اور طبیعت اس کی بالکل طرف
موجہ ہوتی ہے اور وہ چاہے کچھ سے جلد اس کام سے فراغت
پاکر لے جائے حاجت کے لئے جاؤں۔“

سودا وعظ کی اہمیت وعظ اور اس کے وعظ کی تاثیر کے لئے
کہ اگر کوئی انسان غفلت سے رہا رہتا تو ضرور ہونا چاہئے جتنا کہ باغخانہ پیشاب کا
اگر انہی نہ ہو تو وعظ وعظ کا اہل ہے اور نہ اس کا وعظ مؤثر ہو سکتا
ہے ہم لوگوں کے قلوب میں ہدایت کا اتنا تقاضا بھی نہیں جتنا کہ باغخانہ

صاحب کا اس لئے نہ سمجھ سکے اہل ہیں اور نہ ہمارا وعظ مؤثر ہو سکتا ہے۔

یوں یہ تقاضا مولوی اسحاق صاحب کے دل میں پورے طور پر موجود تھا
اور جب تک وہ ہدایت نہ کر لیتے تھے ان کو چین نہ آتا تھا۔

(اخراج ثلثہ دسکایات اولیاء) دارالانشاءت کراچی، ۲۵۲
اب اگر کوئی تسمیقین یہ کہے کہ ناٹوڑی صاحب نے دہلی صاحب کے وعظ

کا لے کر لکھا ہے حاجت گزار دے گا تو کوئی دہلی دے گا تو کوئی کہے گا کہ مقصد صرف یہ
اصح کہ ہے کہ لکھنا کہ کو بعد میں لکھنا کہ جس کی مثال دی گئی ہے اپنی چپاں کو مریض نہیں ہے۔
(۸) حضرت عائشہ کی شان میں یہ تفسیر لکھنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہوئے احمد رضا خاں صاحب
حدائق بخشش ص ۳۳ پر نقل فرماتے ہیں :-

تنگ سیت ان کا لباس اور وہ جو ان کا اہلکار
سکی جاتی ہے قب سے کو تک لیسکن
یہ چھپا پڑتا ہے جو میرے دل کی صورت
کو کہنے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ ویر

توبہ نمود باللہ یہ گستاخ عاشق کلمتے ہیں خدا را غور کریں۔ (ایمفلٹ)

نظر میں کلام اس پر ایک لطیفہ سن لیں۔ ایک شخص کے سر پر شادی کا چھتر لگا ہوا
تو اس نے یہ جواب لکھا :-

چرخ گفت سعدی در زلفا

کوشش نمود آواز دلے افت و شکلا

اسے یہ لکھ نہیں بھی کہ دونوں مصرعوں کا وزن بھی صحیح ہوا ہے یا نہیں اور یہ تو اسے خبر
ہی دینی کہ زلفا مولانا جی کی تعریف ہے اور دوسرا مصرعہ حافظ شیرازی کا ہے۔ اس نے
یہ دونوں چیزیں بیچہ صدی کے کلمتیں ڈال دیں اور اس پر خوشی کو نشانہ ڈال کر لکھا۔
بسی ہی حال حاضرین کا ہے انہیں یہ علم ہی نہیں کہ حدائق بخشش ص ۳۳ پر لکھا ہوا یہی

حفظ الایمان میں یہاں تک سمجھ دیا :-

”پھر آپ کی ذات مغایر پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول
ذبیح جو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض
غیب ہے یا کلی غیب؟ اگر بعض علم غیب پر ادبیں تو اس میں
صنود ہی کی کیا تحقیق ہے بل علم غیب تو زبد و عر و ملک ہر
صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔“
پھر اثر علی مغایر حفظ الایمان، کتب خانہ امرازیہ دیوبند پیش

برائین قاطعہ میں ہے :-

”الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال
دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافت نفوس قطعیہ کے باطل
محض قیاس فابہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون ایمان کا
حصہ ہے؟ ہشت شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت
ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نفس قطعی ہے کہ جس سے
تمام نفوس کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔“

(برائین قاطعہ، کتب خانہ امرازیہ، دیوبند، ص ۱۵۵)

یہ اور اس قسم کی دیگر عبارات پر امام احمد رضا بریلوی نے گرفت
کی اور رجوع اور توبہ کا مطالبہ کیا، یہی وہ حرم تھا جس کی بنا پر آئے دن
ان پر بے نیاد الزام لگائے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو دعوت الحق
ترتیب مولانا الحاج محمد مفتائش قصوری جس میں اصل کتاب کے صفحہ
دستے لکھے ہیں۔

اب ذرا دل مقام کثر حیرت سے درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں
مغایر صاحب اپنے ایک مکتوب المظلوب المذنب میں لکھتے ہیں :-
”ایک ذاکر صالح کو مکتوف ہوا کہ حق کے گھر میں رہنا“

آئے والی ہیں، میرا ذہن مٹا اس طرف منتقل ہوا (کہ کم سن بیوی
لے گی) اس مناسبت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا تھا تو حضور کا سن کم تر لطف بچا پس
سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصیدیاں ہے۔“
(محمد اشرف علی مغایر، المظلوب المذنب، صفحہ ۱۸)

یہ خواب مغایر صاحب کی دوسری بیوی کی آمد سے پہلے کا ہے جو
ان کی شاگرد بھی تھیں، ان کی آمد کے بعد کا خواب بھی ملاحظہ کیجئے مغایر
صاحب کے انتہائی حقانیت مند عبد الماجد دریا بادی ایک مکتوب میں
لکھتے ہیں :-

”پرسوں شب گھر میں ایک غیب خواب دیکھا، دیکھا کہ
مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں، وہیں جناب (مغایر صاحب)
کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں
انہوں نے دریافت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر
دیکھو گی؟ انہوں نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کہا ضرور اتنے
میں کسی نے کہا کہ یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں، اب یہ بڑے غور
سے انکی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت شکل، وضع و لباس چھوٹی بیوی
صاحبہ کا ہے، یہ حضرت صدیقہ کیسے ہو گئیں؟ انہیں میں پوچھی تے
کہا نہیں یہ حضور کی بہو ہیں۔ اب یہ اپنے دل میں اور بھی حیرت
کوری ہیں کہ حضور کے تو کوئی صاحبزادہ ہی رہتے تو ہو کیسی اتنے
میں بچہ آواز آئی کہ ہر گز گو حضور کی اولاد ہے اور مولانا اشرف علی
جیسے بزرگ تو خاص انخاص اولاد حضور ہیں، ان کی بیوی حضور کی
بہو کہلائی گی۔“

(عبد الماجد دریا بادی، بحیر الامت، انجم سن ۱۳۸۸ھ، ص ۹-۵۴۸)

تھا نوی صاحب اس مکتوب کے جواب میں لکھتے ہیں :-
"کسی کا حضرت عائشہ کما اشارہ ہے دراشت فی لیس الاوت"

(الادصاف) کی طرف :-
(ایضاً ص ۵۴۹)

ان دو خوابوں کے ساتھ ساتھ ایک تیسرا خواب بھی پیش نظر ہے جس کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے کہ تھا نوی صاحب کا ایک مرتبہ تھا نوی صاحب کا کلہ پھٹتا ہے، تھا نوی صاحب پر بارہ راست درود بھیجا ہے اور تھا نوی صاحب اسے لکھتے ہیں :-
"ایچ میں تسلی معنی کس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ یوں

تھا لے قیچ مسنت ہے :-

(الامداد صفحہ ۱۳۲-۱۳۳ء، ص ۳۵)

اب ذرا ایک لمحہ کے لئے رک کر خوابوں کے اس تسلسل پر غور کیجئے کہ پہلے خواب میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد کی خبر سے تھا نوی صاحب کا ذہن فوراً دوسری بیوی کی طرف جاتا ہے دوسرے خواب دوسری بیوی کو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح پرہیزگار ہے، آخر یہ کس منزل کی طرف پیش قدمی ہے؟ اور ایسی خوابوں کا شائع کرنا اور ان پر ہر قسم میں ثبت کرنا کیا حضرت ام المومنین کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلویوں سرزنش فرماتے ہیں :-

واقعہ ڈھالیوں کا آنا زنی کا ذہن بٹواتے یہ ہیں

جن پر لکھوں ہائیں تصدق تعمیر کی بناتے یہ ہیں

وہ تو مسلمانوں کی ان ہیں کہ اسلام رکھنے یہ ہیں

(الاستعداد، مکتبہ نبویہ، لاہور، ص ۸۵)

۹) ہر وہی مرتبہ کی ہنسی کے قطرے محل میں گرنے دیکھتا ہے ۔

ولی کامل کی شان بیان کرتے ہوئے خیر الرحمن بحوالہ صاحبہ الرحمن

پر لکھا ہے :-

"کسی عورت کی شہرگاہ میں کوئی نقطہ قرار نہیں پچھڑتا مگر وہ کامل

اس کو سمجھ رہا ہوتا ہے :-

نیز اعلیٰ حضرت نے ملفوظات حصہ ۲ ص ۴۹ پر ذکر کیا ہے کہ سید احمد علی

بابیری سے جہتیری کر رہے تھے تو میری عبدالعزیز داغ ان کے پاس غلامیگ پر حاضر تھے اور فرمایا کہ کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں! امیران ساتھ ہے :-

(مفلسٹ)

ہمارے سامنے حضرت علامہ مولانا غلام محمد قدس سرہ، بیلان، ضلع

میانوالی کی تصنیف لطیف خیر الرحمن (مطبوعہ نوری کتب خانہ، لاہور) موجود ہے

اس کے صفحہ بکر پوری کتاب میں یہ عبارت نہیں ہے لہذا اس غلط بیانی کا جواب

دینے کی ضرورت نہیں ہے، پھر اس دعوے کی کیا علاج کر مٹی جانی جا رہی ہے

کہ "ہر وہی مرتبہ کی ہنسی کے قطرے محل میں گرنے دیکھتا ہے" کسی سے نہیں ہے

کہ ہر وہی دیکھتا ہے۔ یاد رکھئے کہ جو سنے پر پکڑنے سے کسی قوم کو حقیقی سرمدی حاصل

نہیں ہو سکتی۔

ملفوظات کی نقل کردہ عبارت میں امام احمد رضا بریلوی اس کے ناقل

میں اور ناقل کی ذمہ داری یہ ہے کہ حوالہ دکھاوے چنانچہ یہ واقعہ حضرت علامہ

احمد بن مبارک نے اللہ عز وجل علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتبہ نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ کثرت کا معاملہ ہے اور معتزلہ اگرچہ اولیاء کاملین کہتے

کثرت کے معنی میں مگر اہل سنت اس کے قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء

کے لئے بیشمار اشیا کو کثرت فرمادینا ہے اور بسا اوقات ان کے قصد و ارادہ

کا دخل نہیں ہوتا۔

قاضی شہر الشہابی پتی ارشاد باری نے لے وکند لا شہر
 مکتوفت التسموات والارضین (الافیت) کی تفسیر میں ایک
 ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت سمانی
 کو ایسا تو انہوں نے ایک شخص کو بکاری میں سمجھ دیا وہاں آپ نے
 دعا فرمائی تو وہ ہلاک ہو گیا پھر دوسرے شخص کو اسی حالت میں اسی
 دعا فرمائی تو وہ بھی ہلاک ہو گیا پھر تیسرے شخص کو دیکھا اور اس کے
 ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا ابراہیم! تم سب کو ہلاک نہ کرو
 بندوں کے خلاف دعا نہ کرو۔

(تفسیر ظہری ص ۷۱) مدوہ المصنفین دہلی
 الصاحب سے بتائیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں
 ابراہیم خان صاحب کی حکایات میں جبریل عجلت سے چلے
 "شاہ ولی اللہ صاحب جب بطن مادر میں تھے تو ان کے
 ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار
 رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے اور ان
 بہت تیز تھا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تم باری زود عاصی
 اس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے اس کا نام قطب الدین
 رکھتے۔
 حکایات اولیاء وار الاثناعشر الکرامی ۱۵
 اسی کتاب میں تافو تری صاحب کے حوالے سے شاہ ولی
 کے مرید عبداللہ خان کے بارے میں لکھا ہے۔

ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ
 لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا

۱۵ دیتے تھے وہی ہوتا تھا۔

(حکایات اولیاء ص ۲۰۰)

کے کہنے کہ جن لوگوں کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ان کے مہنیں دی گئیں وہ کسی طرح ان حکایات کو تک لک کر بیان
 کو شاہ ولی اللہ صاحب اور عبداللہ خان صاحب کی کرامت جلیان
 ان کو غوث زمانہ سیدی عبدالعزیز باغ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے کشف
 حالانکہ ان کا مقصد ایک غیر شرعی عمل سے منع کرنا تھا، انہما کہ کشف
 و عبداللہ خان صاحب کے عورتوں کے دھول میں جھانک کر رکھا
 کہ یہ پرستش کیوں نہیں ہوتے، پھر یہ عمل ایک آدھ مرتبہ کا نہ تھا
 اس لئے تھے اس کا الفاظ تو نسل اور تواضع کی نشاندہی کرتے ہیں۔

(۱) ان کی عورت کی شرمگاہ دیکھنے میں کوئی سہ نہیں۔
 حضرت فاضل بریلوی نے فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۵-۷۶ پر فرمایا:
 میں نے یہ عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑے جب بھی نماز و وضو میں کوئی غفلت
 میں اس ایک کسے تو کچھ وہ ضرور ہے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (مفلط)
 اس محدث اور قریب کاری کو سب نقاب کرنے کے لئے اصل عبارت
 کافی ہے، امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:-
 "نماز میں اگر بیکار عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑے جب بھی نماز و
 وضو میں غفلت میں نہ گزرتی کہ میں یہاں اس پر حرام ہوا میں گئی
 سب کفر و فحش داخل نظر نہ ہوتی پڑی ہوا اور اگر قصداً ایسا کرے تو سخت
 گناہ ہے مگر نماز و وضو جب بھی باطل نہ ہوں گے۔"
 (فتاویٰ رضویہ مطبوعہ فیصل آباد ج ۱ ص ۷۵)

امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ قعدہ وغیرہ میں بعد از شہد "تو کب نفس" سے میرے انکار کے کا اقرار بند ٹوٹ گیا تھا، چونکہ نماز شہد پر جو جاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں کو نہیں کہا اور گھر جا کر بند درست کر کے اپنی نماز احتیاطا پھر پڑھ لی۔ (مغلط)

احتیاطی دوا لیں کی انتہاء اس سے بڑھ کر کیا ہوگی؟ ایسی خیانتوں پر تو خند بید و شرافت بھی سر پہ کر دیتی ہیں۔ اگر کھانا شہروانی کی طرز کی ایک پوشاک کا نام ہے۔ مولوی فیروز الدین صاحب اردو کی مشہور لغات میں لکھتے ہیں:

"انگوٹھا (ان گر کھا)، ایک قسم کا مردانہ لباس، قبا"

(فیروز اللغات اردو، فیروز سنز لاہور، ص ۱۳۲)

اور نفس، غار کے فخر کے ساتھ) سانس کو کہتے ہیں، پاس الفاس صوفیہ کی معروف اصطلاح ہے۔ ہر ایک کے سانس کی آمد و رفت سے قبا کا بن یا بند ٹوٹ گیا، باوجودیکہ نماز شہد پر پوری ہو چکی تھی پھر بھی امام احمد رضا بریلوی نے احتیاطا نماز دوبار پڑھ لی مگر گریبا خود بخوبی اور بڑی نیت کا کہ وہ کسی اور ہی پتھر پر ہے۔ ان لوگوں سے کوئی پوچھے کہ یعنی یہ شخص اور ازار بند کس لفظ کا مشتق ہے؟

اگر آپ کو ایسی ہی شہرانی باتوں کا شوق ہے تو ہشتی زبور کا باب طب پڑھ لیجئے یا دلویندی حکایات اولیاء کا مطالعہ کیجئے، آپ کے ذوق کی تسکین کا بہت سا سامان مل جائے گا، ذرا ملاحظہ کیجئے:

"مولانا فنا نوئی صاحب، بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدین صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب صاحب جو اس وقت بچل بچے تھے پڑی تھی کیا کرتے تھے کبھی ٹپٹی امارتے، کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔" (حکایات اولیاء، ص ۳۱۷)

حیرت ہے کہ اس صاف اور صریح عبارت میں مذکور علم کے پیش نظر کس طرح کھلی خیانت سے کام لیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نظر جا پڑے "اس کا واضح مطلب ہے کہ قعدہ و ارادہ کے بنظر ٹوٹ جائے، قعدہ و ارادہ سے دیکھنے کا ذکر انہوں نے بعد میں احت کے ساتھ کیا ہے مگر یہ صاحب "دیکھنے میں کوئی حیرت نہیں" کہ کہہ کر یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ قعدہ اور دیکھنے کی بات جو رہی ہے۔ پھر انہوں نے تفریح زیادہ کی کہ عورت کی ہائپریمینیاں اس پر عام ہو جائیں گی اور قعدہ اور ایسا کر سے تو سخت گناہ ہے۔ اس کے باوجود ایم احمد رضا بریلوی ہر باختر اور کجا عبادہ ہے کہ ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے خالف اقلہ المشتاق!

اب نگے ہاتھوں آپ بھی ان کا ایک مسک ملاحظہ کریں۔ دیوبندی حکیم لاسٹ مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:-

"مسک: کسی پر عمل فرض ہو اور پردے کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد و مرد کے سامنے برہنہ ہو کر نماز واجب ہے، ایسی طرح عورت کو عورت کے سامنے بھی نماز واجب ہے۔"

ہر ہشتی گوہر صمد باز دم، ملک وین محمد، لاہور، ص ۱۷۱

اب اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ اگر پردے کی جگہ نہ ہوئے کے سبب کوئی باوجود برہنہ نہ آئے یا دوسرے آدمی کو دیکھے کہ تو سزا دوسری طرف کر کے کھڑا ہو جائے، تاکہ برہنہ نہ کرے تو وہ واجب کا ناکارک ہو گا اور امامت و شہادت کے لائق نہ ہو گا۔

(۱۱) نمازیں حضور خصوص کے سناؤ سے ازار بند ٹوٹ گیا۔

اعلیٰ حضرت کا فتوہ اسے بیان کرتے ہوئے ان کے فیض فرماتے ہیں: امیران احمد رضا بریلوی ص ۲۳۔

حکایات اولیا ۳۳۹ اور تذکرۃ الرشید المختصر بحوالہ العلوم، کراچی ۲۸۹ ص کا مطالعہ کر لیجئے، آپ کو مولانا گنجوی اور مولانا نانوتوی صاحب کے روابط کا اندازہ ہو جائے گا۔ مجھے تو ان شرمناک حوالوں کے نقل کرنے سے بھی حجاب محسوس ہوتا ہے۔

(۱۲) اعلیٰ حضرت کو دیکھ کر صحابہ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔
مولانا کے زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

(دعایا بریلوی، تہذیب حسنین رضا علی)
علامہ اہل سنت معتمد نہیں کہ ان سے غلطی کا صد درجی نہ ہو سکے اس کے سافقی ان کا خاصہ ہے کہ جب انہیں آگاہ کیا گیا تو انہوں نے توبہ اور رجوع کرنے میں عار محسوس نہیں کی بلکہ اپنی عاقبت سزا سننے کے لئے اعلان توبہ سے بھی گریز نہیں کیا جب کہ دیوبندی تحریک خوکے علماء ہمیشہ اسے اپنی آنا کا سکہ بنایا اور توبہ سے گریز کیا۔

ہدائق بخشش حصہ سوم کے قریب مولانا محبوب علی خاں کی ایک ذکر کرتے ہوئے صفحہ ۱۱۱ پر لکھا ہے۔ دعایا شریف کے قریب مولانا حسین رضا خاں کا بیان ملاحظہ ہو جو قہر قادیانی و مطہر علی ۱۳۵۵ء اور قیامیہ افروز دعایا میں چھپ چکا ہے، انہوں نے فرمایا :-

"اس معتمد کا عنوان بیان غلط شائع ہو گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ کاتب ایک دو یا بی نقا اس کی وہابیت ظاہر ہونے پر اس کو نکال دیا گیا اور انہی باتوں میں میری مصروفیت و مشغولیت کے سبب یہ رسالہ بغیر تصحیح کے شائع ہو گیا۔"

اس عبارت پر مبنی :-

"زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت غلڑی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آگیا یعنی اعلیٰ حضرت خدیو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر قائم تھے۔"

اس عبارت کو دہلی کاتب نے تحریف کر کے لکھ ڈالا مگر چونکہ میری غفلت وجہ تو یہی اس میں شامل ہے اس لئے میں مخالفوں کا احسان نانتے ہوئے کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کر دیا، (عدو و مشرک علیہ خیر اگر خدا خواہ) اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں اور سچی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ دعایا شریف کے ص ۳۱ میں اس عبارت کو کاتب نے عبارت مذکورہ بالا لکھی، طبع آئندہ میں انشاء اللہ اس کی تصحیح کر دی جائیگی۔

(دعایا شریف معنیہ، مولانا ابوالحسن علی شکر شریف مدظلہ ۳۵)

مخالفین اس کے باوجود بار بار اس عبارت کا حوالہ دے رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ تو خود اپنی کوتاہیوں پر توبہ کرنا چاہتے ہیں اور نہ کسی کو توبہ کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں، گویا ان کے نزدیک سچ مغرب سے طلوع ہو چکا ہے اور توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے، نفوذِ باطنِ ذلک۔

اعلیٰ حضرت نے صدیق اکبر کی شان پائی۔

شاہ احمد نورانی جگہ واد صاحب نے اعلیٰ حضرت کی تعریف کرتے ہوئے

فرمایا، سوانح اعلیٰ حضرت ۱۳۵۵ء :

اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی شان میں ایک اور قصہ لکھا ہے اس کے چند اشعار
ملاحظہ ہوں جنہیں پڑھ کر ایک مسلمان کا دل لرز اٹھے۔

سامعین! نہانہ سے بحسب یادیں کو
میں نوگستاہوں کہیں مری عرارِ دونوں
(تھیدہ و حیدر، بلالی پریس ساڈھورہ، ص ۵۷)

فاسخ و رشاد احمد ذیشان دونوں
میں سچائے نفاق پر عین گستاخوں (ملک)
دیکھیں کس جزأت اور بے باکی سے دونوں کو مرنے پر عرارِ مسلمانے ماں
اور یوسف گمشدہ کا چار ہاں ہے، نفوذِ بادشاہت کے من ڈنگ۔

اسی پریس نہیں یہاں تک کہ دیا ہے

وہ تناسب کو قنایا میں خبیث و قائم

رکتے عقلی سے بڑے تمدنی دورانِ دونوں (ملک)

یعنی یہ دونوں تمدنی دوراں میں حضرت علی علیہ السلام ایسے ہیں اور جو تناسب بیاد
ابراہیم علیہ السلام اور قاتلِ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا
وہی ان دونوں کے درمیان ہے، دل تقام کر بیٹے کرانِ اشعار کو گستاخی کے کس
دور میں قرار دیں گے؟

۱۵-۱۴

آخر میں پنجاب اہل سنت اور مسلم لیگ کی زیرِ تحریک ری کے
حوالے سے علامہ اقبال اور قائد اعظم کے بارے میں چند عبارات نقل کر کے ایسا دل
مٹھا کر نے کی کوشش کی گئی ہے حالانکہ یہ کہ میں چند حضرات کی ذاتی و انفرادی بات
پر مبنی ہیں جبکہ سواذ اعلم اہل سنت و جماعت کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ چند افراد کی
ذاتی رائے کی فہم داری یہی جماعت پر نہیں ڈالی جا سکتی۔

غزالی نال حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کا خط اپنے ایک مکتوب تحسہ پر کردہ
۱۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں تحریر ملتے ہیں۔

”نجاناب اہل سنت کسی“

نقد قابلِ اعتبار اس

کہ نقدِ غلط اس سال ۱۹۸۴ء میں جس میں

سالہا سال سے ملت اہل سنت کی طرف سے ہر جہی جہد کر رہے

کسی حوالہ کے زور پر نہیں ہے سید احمد سعید کاظمی

یاد رہے کہ یہ بعض حضرات اگر مسلم لیگ سے اختلاف رکھتے تھے تو انہیں
کاٹھنوں سے بھی کوئی جھڑپی نہ تھی بلکہ کاٹھنوں کے بھی شدید ترین مخالفت تھے اس کے
برعکس علامہ دیوبند کی اکثریت صرف مسلم لیگ کی مخالفت تھی بلکہ کاٹھنوں کی اکثر حامی
تھی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ اکابر تحریک پاکستان از جناب سید محمد فاروق قادری
اور تحریک پاکستان اور شہادتِ علماء از جہاد پری صبیحہ احمد اور علامہ اقبال در پاکستان
از جناب راجہ رشید محمود۔

جہاں تک علماء اہل سنت کا تعلق ہے انہوں نے من حیث الجماعت
تحریک پاکستان کو کامیابی سے پہنچا کر نے کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دی
تھیں اور آل انڈیا مسلم کانفرنس بنا کر ۱۹۴۶ء تحریک پاکستان کے لئے تکیل
کی حیثیت رکھتی ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

خطباتِ آل انڈیا مسلم کانفرنس مولانا جمال الدین قادری
تحریر کی گئی تھیں اور اس کو علامہ
اکابر تحریک پاکستان و وجہ
مولانا محمد محمود احمد
محمد صادق قصوری

تاریخ نجد و حجاز

مفتی محمد عبد القیوم قادری

- عظیم اسلامی سلطنت ترکی کا خاتمہ کیوں اور کیسے ہوا؟
- ابن عبد الوہاب نجدی اور لارنس آف عرب کیا کون تھے
- عرب قوم کا فتنہ اور اس کے محرکات؟
- امریکہ، برطانیہ اور دیگر غیر مسلم دشمن طاقتوں نے
- ترکوں کے اقتدار کو ختم کرنے میں کیا کردار ادا کیا؟
- یہ اور بہت سے تاریخی حقائق سب سے نقاب
- محققین، مورخین، علماء، طلباء کیلئے اس صدی کا
- عظیم تاریخی شاہکار۔ تاریخ نجد و حجاز، قیمت - ۳۲/-

علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات
کا ایسٹ عوامی عدالت میں

دعوتِ شکر

۱۲/-

محمد منشاہد شمس قسوی

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون کواری دروانہ لاہور